INTERNATIONAL PEER REVIEWED(REFEREED)MONTHLY JOURNAL
sabaqeurdu.com
فروری ۲۰۲۴
95

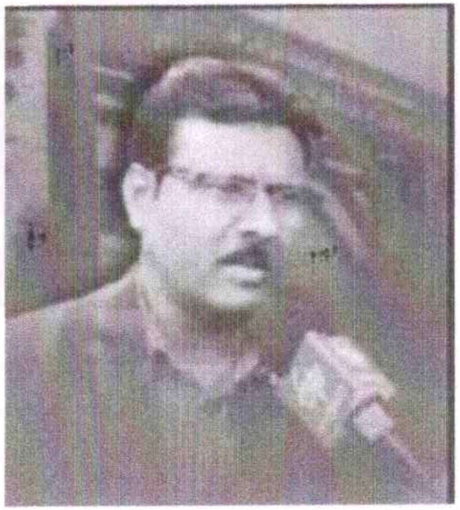

پروفیسر احمد محفوظ کا تشبیہ اور استعارہ کے باب میں
ایک مختصر لیکن اہم نوٹ۔ صفحہ ۱

Regd. with the RNI No.: UPURD/2016/67444
Urdu Monthly
SABAQEURDU
ISSN-2321-1601
VOLUME: 9, ISSUE: 2
FEBRUARY 2024
Infront of Police Chowki
Gopiganj-221303,Bhadohi
sabaqeurdu@gmail.com
M.:9919142411,9696486386
WhatsApp: 9696486386
Price per copy: 200/-

قومی اردو کونسل میں پروفیسر نزہت پروین کا لیکچر
صفحہ ۹۶

سبق اردو
فروری
۲۰۲۴

سبق اردو

جلد: ۹،شمارہ : ۲

website: sabaqeurdu.com
E-mail: sabaqeurdu@gmail.com

فروری۲۰۲۴

ایڈیٹر،پرنٹر،پبلشر: محمد سلیم
سرنامۂ سرورق : عادل منصوری
Net Banking:SABAQ -E-URDU(MONTHLY)

موبائل: 9696486386,9919142411
سرورق : دانش الہ آبادی
IFSC BARB 0 GOPI BS A/C28240200000214

فی شمارہ:۲۰۰(دوسوروپے)
زرتعاون:۱۰۰۰(ایک ہزارروپے)
Bank of Baroda, Branch: Gopiganj

مطبع:عظیم انڈیا پرنٹنگ پریس،سنت روی داس نگر، بھدوہی
زرسالانہ:۲۴۰۰(چوبیس سوروپے)
Gopiganj-221303,Dist.Bhadohi,UP,INDIA

کسی بھی تحریر سے ادارہ کا متفق ہونا لازمی نہیں ہے۔کسی بھی معاملے کی سنوائی صرف ضلع س۔ر۔ن۔(بھدوہی)ہی کی عدالت میں ہوگی۔ادارہ

چیف ایڈیٹر
دانش الہٰ آبادی

پروفیسر احمد محفوظ	تشبیہ اور استعارہ کے باب میں ایک مختصر نوٹ	
دانش الہ آبادی	اداریہ	۳
ڈاکٹر الف ناظم	پروفیسر عنوان چشتی:ایک نابغہ روزگار شخصیت	۴
ڈاکٹر شیخ اسیر باشا	تتتتا سلام میں اقلیتوں کے حقوق	۶
ا۔ڈاکٹر سید امان عبید ۲۔ڈاکٹر عبدالباسط انصاری	NEP2020:گنگا جمنی تہذیب کے لیے اقدار پر مبنی تعلیم کا وژن	۹
ڈاکٹر پریمی رومانی	قتیل شفائی گیتوں کے مسیحا	۱۲
ڈاکٹر سیدہ بانو	سب رس میں کلاسیکی عناصر	۱۸
ڈاکٹر ریحان احمد قادری	وادئ بالان کا غزل گو شاعر:فرد دربھنگوی	۲۲
ڈاکٹر آفاق انجم شیخ	جیلانی بانو کی ناول نگاری کا تجزیہ	۲۴
ڈاکٹر محمد نصراللہ خان	کیرل کا اپلہ شہر:اردو کا ایک گہوارہ	۲۶
ڈاکٹر فیاض احمد	ملفوظات سید شاہ راجو قتال محمد الحسینی	۳۰

ڈاکٹر شبنم پروین	مظفر حنفی بہ حیثیت سفرنامہ نگار	۳۳
شاذیہ پروین	بنگال کی خواتین قلمکار.....تنقیدی مضامین کے حوالے سے	۳۵
ڈاکٹر محمد وسیم الدین	علی سردار جعفری کی کتاب 'ترقی پسند ادب' کا اجمالی جائزہ	۳۹
نجف علی	آفرین لاہوری کی شاعری میں تنوع	۴۱
ڈاکٹر فیض اللہ	احمد جمال پاشا مزاح نگاری	۴۷
محمد سرفراز	اردو کی چند اہم قدیم شاعرات	۴۸
ڈاکٹر شہناز آرا	یادگار غالب: ایک طائرانہ نظر	۵۰
ڈاکٹر عاشق حسین میر	حسین بن منصورؒ: شیخ العالمؒ اور اقبالؒ کی نظر میں	۵۳
یعقوب حسین	ڈاکٹر عندلیب شادانی کی تنقید نگاری کا اجمالی جائزہ	۵۸
ڈاکٹر امان اللہ ایم بی	شہرۂ آفاق ادبی شہکار تروکرل	۶۱
ڈاکٹر شبانہ پروین	اکبر الہ آبادی کا فن مزاحیہ شاعری کے آئینے میں	۶۴
سید حسین مہدی	آسمان علم و ادب کے خورشید تاباں تھے قاضی سید نور اللہ شوستریؒ	۶۶
شاذیہ بینش	آزادی کے بعد بہار میں اردو صحافت: اجمالی جائزہ	۶۷

سبق اردو
فروری
۲۰۲۴

جیلانی بانو کی ناول نگاری کا تجزیہ

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ

ادب میں تانیثیت ایک اہم ادبی نظریہ کے طور پر روشناس ہوا ہے، جس کے موضوعات مختلف سطحوں پر خواتین کے حقوق، ان کا تشخص اور ان کے انواع و اقسام کے مسائل رہے ہیں۔ اس نظریہ کے وجود میں آنے کا بنیادی سبب مرد اساس معاشرے کے خلاف صدائے احتجاج ہے۔ تقریباً دو صدی قبل مغرب میں جنم لینے والے اس نظریہ نے جلد ہی عالمی ادب میں ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ یہ نظریہ مراعات کی بجائے خواتین کے حقوق کے حصول پر اصرار اور مرد کی برتری و بالادستی سے انکار کرتا ہے، یہ نظریہ عورت کو بحیثیت انسان مقام و منصب میں کمتر سمجھنے کے خیال کو رد کرتا ہے۔ مغرب سے رونما ہونے والی تانیثیت کی تحریک کے اثرات دنیا بھر کے علوم و فنون کے ساتھ ساتھ اردو ادب پر بھی مرتب ہوئے۔ شعر و ادب جیسے شعبوں میں اگرچہ مرد نے اپنی اساس زیادہ مستحکم کی ہے لیکن عورت بھی مرد سے پیچھے نہیں رہی۔ فی زمانہ خواتین قلم کاروں کا ایک بڑا طبقہ ہے جس نے مرد کے شانہ بشانہ اپنی مختلف تخلیقات کے ذریعے اردو ادب میں اپنی ایک شناخت بنائی ہے۔

رشیدۃ النساء سے لے کر شائستہ فاخری تک خواتین ناول نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جنہوں نے اردو ناول نگاری کے فن کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس فہرست میں ایک اہم نام جیلانی بانو کا ہے جنہوں نے اپنے زورِ قلم سے اردو ناول نگاری کے فن کو نئی بلندیاں عطا کی ہے۔ جیلانی بانو اردو کی ہمہ جہت ادیبہ ہیں، انہوں نے نثر کی تمام اصناف پر طبع آزمائی کی ہے۔ جیلانی بانو کے ناولوں میں حقیقت پسندی، سیاسی و سماجی شعور کی پختگی کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ ان کی تحریروں میں خواتین کے مسائل اور ان کی زندگی کی بھرپور عکاسی ملتی ہے وہ ایک حساس دل ادیبہ ہیں، خواتین کی زبوں حالی کا انہیں بڑا احساس ہے، لہٰذا انہوں نے اپنے قلم کو طبقۂ نسواں کی صورتِ حال میں تبدیلی و بہتری کے لیے وقف کر دیا۔ بقول ڈاکٹر نعیم انیس۔۔۔

'جیلانی بانو نے عورتوں کو ایک الگ مخلوق نہ سمجھ کر سماج کا ایک اہم حصہ مانا ہے جو کہیں اگر کمزور و لاچار ہے تو کہیں مضبوط اور پر اعتماد، ان کی کہانیوں میں جہاں عورتوں کا استحصال نظر آتا ہے وہیں یہ عورتیں جب باغیانہ روپ اختیار کر لیتی ہیں تو زندگی میں جد و جہد کی وہ مثالیں پیش کرتی ہیں کہ ان کی عظمت کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ کہیں وہ مردوں کے مروّج نظام اور ان کے ظلم جبر کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہیں تو پھر یہی عورتیں مردوں کے سامنے آ کر مقابلہ کرنے کو بھی تیار نظر آتی ہیں۔ ہندوستانی خواتین کا یہ دلکش رُوپ ان کے تصور تانیثیت میں ڈھل کر افسانوی ادب میں جس سلیقے سے ملتا ہے اس کی مثال کم ہی نظر آتی ہے۔' ۱

جیلانی بانو کی ولادت 14 جولائی 1936 کو اتر پردیش کے مردم خیز شہر بدایوں میں ہوئی۔ ان کے آبا و اجداد ضلع بدایوں اتر پردیش کے رہنے والے تھے لیکن ان کے والد حیرت بدایونی بسلسلۂ ملازمت مع اہل و عیال حیدرآباد منتقل ہو گئے اور مکمل سکونت اختیار کر لی۔ لہٰذا جیلانی بانو کی پرورش و پرداخت حیدرآباد ہی میں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حیدرآباد ہی کو اپنا وطن تسلیم کرتی ہیں۔۔۔ 'بدایوں میرے والدین کا وطن ہے، اس لیے مجھے عزیز ہے لیکن حیدراباد میرا وطن ہے، اس لیے مجھے حیدراباد سے بے حد لگاؤ ہے۔'
۲

جیلانی بانو نے خالص ادبی ماحول میں پرورش پائی۔ ان کے والد علامہ حیرت بدایونی نہ صرف ایک عالمِ دین تھے بلکہ فارسی اور اردو کے ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ جیلانی بانو کی شادی حیدرآباد کے ڈاکٹر انور معظم سے ہوئی جو جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کے صدر تھے اور ایک مشہور عالم، شاعر اور ڈرامہ نگار بھی تھے۔ جیلانی بانو کو شاعری اپنے والد سے وراثت میں ملی تھی، لہٰذا ابتدا میں ان کا رجحان شاعری کی جانب رہا، لیکن رفتہ رفتہ ان کا ذہن افسانہ نگاری کی جانب مائل ہو گیا، کیونکہ ان کے والد کو ترقی پسند تحریک سے والہانہ فکری لگاؤ تھا، اس لیے ان کے گھر آئے دن ادبی محفلیں بھی رہتیں۔ گھر کے ادبی ماحول اور ان ادبی محفلوں نے جیلانی بانو کے شوق کی آبیاری کی اور ان کی ذہن سازی میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ جیلانی بانو کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی، حالانکہ انہوں نے ایم اے اردو تک تعلیم حاصل کی، لیکن یہ تعلیم نجی طور پر گھر پر ہی حاصل کی، باضابطہ طور پر وہ کبھی اسکول نہیں گئیں۔ مطالعہ کا شوق انہیں بچپن ہی سے تھا۔ ابتدائی عمر سے ہی انہوں نے قرۃ العین حیدر، کرشن چندر، عصمت چغتائی، سعادت حسن منٹو اور احمد ندیم قاسمی سمیت تمام بڑے بڑے ادبا کا کلام پڑھ ڈالا، ان عظیم مصنفین کی تخلیقات کے مطالعے نے ان کی ادبی صلاحیتوں کو خوب جلا بخشی، رفتہ رفتہ ان کی تحریر میں نکھار آنے لگا جیلانی بانو نے جس عہد میں آنکھیں کھولیں وہ زوال پذیر جاگیردارانہ طبقے کی ٹوٹتی بکھرتی روایتوں، معاشرے کی پامال ہوتی قدروں، سیاسی و سماجی تغیرات اور تحریک آزادی کی کشمکش کا دور تھا۔ اس دور کے ہنگامہ خیز حالات نے جیلانی بانوں کے حساس ذہن پر گہرا اثر ڈالا اور جب انہوں نے قلم اٹھایا تو اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسانی زندگی کے نشیب و فراز اور گونا گوں مسائل کو کہانیوں کی شکل میں ڈھال دیا۔ جیلانی بانو نے دو ناول لکھے 'ایوانِ غزل' 1967 اور 'بارشِ سنگ' 1985۔ دونوں ہی ناولوں میں انہوں نے خواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور ظلم و جبر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ ناول 'ایوانِ غزل' اس عہد کی سیاسی، معاشرتی و تہذیبی تصویر ہے۔ جب پرانا حیدرآباد مع اپنے فرسودہ نظام کے رُو بہ زوال تھا اور نیا حیدرآباد طلوع ہو رہا تھا، دونوں نظاموں کے درمیان تصادم و

کشمکش جاری تھی اور مسائل رونما ہو رہے تھے، مصنفہ نے اپنے ناولوں میں اس پُر آشوب ماحول کو تمام تر خصوصیات کے ساتھ مجسّم کر دیا ہے۔

ایوانِ غزل ایک حویلی ہے جو ظلم اور جبر کے مسکن کی علامت ہے۔ اس حویلی میں مجبور اور بے بس عورتوں کے ساتھ ہونے والی نسلی تفریق اور جسمانی تشدّد کی داستان کو مصنفہ نے نہایت پُر اثر انداز میں بیان کیا ہے۔ ناول کے مرکزی کردار غزل کی نفسیات کی بڑی خوش اسلوبی سے ترجمانی کی ہے۔ بچپن ہی سے والدین کی شفقت و محبت سے محرومی اور ایوانِ غزل کے مکینوں کا تضحیک آمیز رویّہ غزل میں عدم تحفظ اور احساسِ کمتری پیدا کر دیتا ہے، نتیجتاً وہ محبت کے دو بول کی بھوکی ہو جاتی ہے، جو اسے ذرا سی بھی اہمیت دیتا ہمدردی اور پیار کی نظر سے دیکھتا اس پر وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ اپنی اس مخصوص نفسیات کی بنا پر وہ زندگی کے مختلف مراحل میں غلط فیصلے بھی لیتی ہے اور دھوکے بھی کھاتی ہے۔ غزل کی اس نفسیاتی کمزوری پر تبصرہ کرتے ہوئے جیلانی بانو لکھتی ہیں۔۔۔

'جانے کیوں اپنی تعریف سنتے ہی اس پر ایک سحر سا چھا جاتا تھا۔ کہنے والے کی آواز پہلے تو دل میں شہد گھولتی ہے پھر ابھی تک تشنہ رہنے والی خواہشوں کا زہر اس کی رگ رگ کو جلانے لگتا۔ پچھلی حقارتوں اور نفرتوں کی قطار سی سامنے آ کھڑی ہوتی اور اتنی نفرت، اتنی تاریکی کو دیکھ کر وہ رو پڑتی تھی۔' ۳

غزل بھی جاگیرداروں اور نوابوں کی ہوس، ظلم و جبر، ناانصافی اور استحصال کا شکار ہوتی ہے، اور بے وفا نصیر کے ذریعے دھوکے سے اپنی عزیز ترین انگوٹھی کے چھن جانے سے بے حد افسردہ ہو جاتی ہے اور بالآخر موت کی آغوش میں پہنچ کر ایوانِ غزل سے نجات پاتی ہے۔ ناول 'ایوانِ غزل' ایک زوال پذیر تہذیب اور خود غرض جاگیردارانہ نظام کا المناک بیان ہے۔ ناول پر تبصرہ کرتے ہوئے نیلم فرزانہ لکھتی ہیں۔۔۔

'ایوان غزل بنیادی طور پر ایک سماجی یا تہذیبی ناول ہے، جس میں سلطنتِ آصفیہ کا زوال اور آزادی کی بڑھتی ہوئی لہروں کی گونج سنائی دیتی ہے۔ اس میں جیلانی بانو نے جاگیردارانہ طبقہ کے ظاہری اعمال کی منظر کشی سے زیادہ ان کی شخصیت کے اندرونی محرکات اور اس سے پیدا شدہ عمل کو مدِّ نظر رکھا ہے۔ اس طرح دم توڑتے جاگیردارانہ نظام کے وہ گھناونے پہلو جو ظاہری حسین لبادوں تلے چھپے ہوئے تھے سامنے آئے۔ دولت حاصل کرنا اور عیّاشی اس طبقے کی زندگی کے بنیادی محور تھے، ان دو اشیاء کے حصول کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ حرفِ غلط کی طرح مٹا دی جاتی تھی، چاہے وہ رشتے کی دیوار ہو یا عزّت کا نازک شیشہ، ہر شے اپنی اہمیت کھو دیتی تھی۔ غلاموں اور عورتوں پر ظلم ڈھائے جاتے تھے۔ اس مخصوص نظام میں عورت بے زبان مخلوق تھی۔ کبھی وہ بی بی بن کر خاموشی سے زندگی کا زہر پیتی ہے، کبھی لنگڑی پھوپھو کی طرح معذور کر دی جاتی ہے، کبھی چاند اور غزل کو چمکتے سکّوں کی طرح استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی زندگی تلوار کی دھار سے ہو کر گزرتی ہے، جہاں ان کا جسم ہی نہیں روح بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جاتی ہے۔' ۴

جیلانی بانو کا دوسرا ناول 'بارشِ سنگ' فنی اعتبار سے 'ایوانِ غزل' کی طرح کامیاب ناول نہیں ہے، لیکن اس ناول میں دیہی زندگی اور اس زندگی کے مسائل کی کامیاب اور حقیقت پسندانہ عکاسی کی گئی ہے۔ اس ناول کا موضوع بھی طبقاتی کشمکش ہے۔ حیدرآباد اور اس کے مضافات میں جاگیرداروں اور ساہوکاروں کا جبر و تشدّد اور ہوس پرستی جب حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے، عورتوں کی عصمتیں محفوظ نہیں رہتیں، غریبوں اور مزدوروں کا استحصال ہونے لگتا ہے، تب عوام کا غم و غصہ ایک صدائے احتجاج بن کر بلند ہوتا ہے، جو بعد میں تلنگانہ تحریک کا باعث بنتا ہے۔ اس ناول کے کردار وینکٹ ریڈی اور اس کا بھائی ملیشم ظالم و جابر اور ہوس پرست جاگیرداروں کے نمائندے ہیں۔ وینکٹ ریڈی ایک غریب کسان مستان کی بیٹی خواجہ بی کی عزّت سے کھیلتا ہے تو اس کا بھائی ملیشم مستان کی بہو کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے۔ غریب مستان پہلے تو خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے لیکن بعد میں اپنے بیٹے سلیم کے اُکسانے پر وینکٹ ریڈی کا قتل کر دیتا ہے، جس کی پاداش میں اُسے پھانسی ہو جاتی ہے۔ بھائی کے قتل کے باوجود ملیشم اپنی ہوس پرستی سے باز نہیں آتا۔ ملیشم کی حرکتیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ عیّاشی جاگیردار طبقے کی فطرت بن چکی تھی۔ انتقام کی آگ میں جلتا ہوا سلیم تلنگانہ تحریک کے چھاپہ مار دستے میں شامل ہو جاتا ہے اور ایک دن ظالم و جابر ملیشم کو قتل کر دیتا ہے اور بھاگتے ہوئے پولیس کی گولی کا نشانہ بن جاتا ہے مگر مرتے ہوئے بھی وہ اپنی بھابھی نورا کے بیٹے کو جو کہ ملیشم کی ناجائز اولاد ہے، انتقام کی آگ میں جھونکنے کا مشورہ دیتا ہے۔ سلیم کے اس رویّے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جاگیرداروں اور ساہوکاروں کی ہوس پرستی اور حد سے زیادہ بڑھا ہوا ظلم و جبر ہی غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کو تلنگانہ تحریک کی طرف لے جانے کا باعث بنا۔ نیلم فرزانہ تلنگانہ تحریک کے مذکورہ اسباب سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔۔۔

'بارشِ سنگ' میں حیدرآباد اور اس کے نواح کے دیہاتوں میں جاگیرداروں اور ساہوکاروں کے ظلم و جبر اور اس ظلم و جبر کے خلاف عوام کے غم و غصہ اور اضطراب کو موضوع بنایا گیا ہے، جو تلنگانہ تحریک کے جنم لینے کا باعث بنا۔' ۵

جیلانی بانو نے ناولٹ بھی تصنیف دیے ہیں۔ ان کے ناولٹ کا مجموعہ 'جگنو اور ستارے' کے نام سے شائع ہوا، اس مجموعہ میں تین ناولٹ شامل ہیں، 'دیکھیں کیا گزرے ہیں قطرے پر'، 'جگنو اور ستارے' اور 'رات'۔ ناولٹ 'جگنو اور ستارے' میں جیلانی بانو نے پرانی قدروں کی پامالی اور نئی قدروں کی گمراہ کن زندگی کا بیان بڑی خوش اسلوبی سے کیا ہے۔ جیلانی بانو نے معاشرے میں پیدا ہوتے نئے مسائل اور اخلاقی قدروں کی گراوٹ کا ذکر کیا ہے۔ مذکورہ ناولٹ میں جوان لڑکیوں کی وقت پر شادی نہ ہونے کا مسئلہ، کرداروں کے لڑکھڑاتے قدم نیز گھر والوں کا یہ سوچ کر منہ پھیر لینا کہ شاید اسی بہانے کوئی رشتہ

آ جائے یا کوئی لڑکا شادی کے لیے رضا مند ہو جائے، ایک افسوسناک صورتِ حال کو بیان کرتا ہے۔ اس ناول میں نواب عبادت کی چار پوتیوں کا ذکر ہے، جن کے نام سلمٰی، زہرہ، ستارہ اور پروین ہے، پوری کہانی انھی کرداروں کے گرد گھومتی ہے۔ مصنفہ نے مہذّب گھرانوں میں گرتی ہوئی قدروں، معیار کی پستی، اخلاقی بگاڑ، نوابوں کے بدتر ہوتے حالات اور زوال پذیر معاشرے کی تلخ مگر سچی تصویر کشی کی ہے۔ علاوہ ازیں جیلانی بانو کے چار اور ناولٹ منظرِ عام پر آئے۔ 'اکیلا'، 'پتھر کا نگر'، 'کیمیائے دل' اور 'نغمے کا سفر'۔ ان چاروں ناولٹ کا مجموعہ 'نغمے کا سفر' کے عنوان سے شائع ہوا۔ جیلانی بانو کے چند ناولٹ رسائل میں بھی شائع ہوئے ہیں جیسے 'گڑیا کا گھر' اور 'ابارشن' وغیرہ۔

جیلانی بانو کی مذکورہ بالا تخلیقات کے مطالعے سے اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ موصوفہ نے اپنے ناولوں کے ذریعے سماج کے گونا گوں مسائل، اخلاقی قدروں کی گراوٹ، عورت کا استحصال، حیدرآباد کا زوال پذیر جاگیردارانہ معاشرہ، طبقاتی کشمکش اور تلنگانہ تحریک جیسے موضوعات کی نہایت خوش اسلوبی سے عکاسی کی ہے۔

حواشی:

۱- اردو کی معروف خواتین افسانہ نگار اور ان کی خدمات۔ ڈاکٹر نعیم انیس۔ شعبہ اردو کلکتہ گرلز کالج ۔۲۰۱۲ء (ص ۱۶۴۔۱۶۵)

۲- ماہنامہ شاعر: جیلانی بانو سے بات چیت۔ رشید الدین۔ ستمبر تا اکتوبر ۱۹۷۷ء (ص ۱۰)

۳- ایوان غزل (ناول)۔ جیلانی بانو۔ ناولستان، نئی دہلی۔ ۱۹۷۷ء (ص ۳۰۲)

۴- اردو ادب کی اہم خواتین ناول نگار۔ نیلم فرزانہ۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔ ۱۹۹۲ء (ص ۳۰۳)

۵- اردو ادب کی اہم خواتین ناول نگار۔ نیلم فرزانہ۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔ ۱۹۹۲ء (ص ۲۰۳۔۲۰۴)

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ
صدر، شعبہ اُردو، فارسی و اسلامیات
آرٹس، کامرس اینڈ سائنس کالج، جلگاؤں

کیرل کا اُپلہ شہر: اردو کا ایک گہوارہ

ڈاکٹر محمد نصر اللہ خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، کرناٹک اسٹیٹ اوپن یونیورسٹی،
میسور، کرناٹک
Mob. 9845916982
E.Mail:drnasrullakhan@gmail.com

ہندوستان کے جنوب میں ایک ساحلی ریاست ہے جو ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ قدرت نے اس ریاست کو اپنے خزانے سے خوب مالا مال کیا ہے۔ قدرتی وسائل سے پوری ریاست بے مثال ہے۔ یہاں کے عوام کے لئے سمندر یعنی بحرِ عرب زندگی کا اٹوٹ حصہ ہے۔ یہاں کی آب و ہوا، فضا بہت ہی خوشگوار، موسم سہانا، دلفریب وادیاں، سمندر کے خوبصورت مناظر، ٹھاٹھیں مارتی لہریں، ساحل کے دل خوش کر دینے والے نظارے، قافلوں کی شکل میں سمندر میں آتی جاتی کشتیاں، گھنے جنگلات، تالاب، جھرنے، پہاڑ، کھلے میدان، لہلہاتے کھیت کھلیان، اونچے اونچے ناریل کے پیڑ، یہاں کے پکوان، مٹھائیاں، مچھلیاں، پھل، سبزیاں، مہک، صاف راستیں، اور سب سے اہم ایک تہذیب یافتہ قوم سو فیصد ذہن و تعلیم یافتہ لوگ مہذب رکھ رکھاؤ کے ساتھ ملک اور دنیا میں اپنی الگ شناخت بنانے میں کامیاب ہیں۔ دنیا کے لئے اور مخصوص طور پر ملک کے لئے اہلِ کیرل نے جو خدمات انجام دئے اور دے رہے ہیں وہ سنہرے حروف میں لکھنے کے برابر ہیں۔ بیرونی ملک خاص کر خلیجی ممالک کی ترقی میں کیرل کے لوگوں نے اپنے گراں قدر خدمات انجام دئے ہیں جس کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

سرزمینِ کیرل کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہندوستان میں دین کی روشنی سب سے پہلے یہاں پہنچی۔ تجارت کی غرض سے صحابہ کرامؓ کی یہاں آمد ہوئی۔ ہندوستان میں سب سے پہلے خدا کا گھر یعنی مسجد کی تعمیر بھی اسی سرزمین پر ہوئی جو چیرامان پرومال کی جامعہ مسجد کے نام سے مشہور ہے جو ضلع تریشور میں ہے۔ دینی اعتبار سے دیگر علاقوں کے بہ نسبت یہاں کے مسلمان نمازی متقی و پرہیز گار ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ سرزمین اسلام کے ابتدائی دنوں سے ہی دین سے جڑ گئی جس وجہ سے آج بھی کیرل کے لوگ ساری دنیا میں اپنی علمی، ادبی اور دینی معلومات و خدمات کے لئے پہچانے جاتے ہیں۔ اہلِ کیرل کے مسلمانوں کا رہن سہن اور لباس زیب تن واقعی عرب سے میل کھاتا ہے۔ ایک بات خاص ہے کہ کیرل کے لوگ دنیا کے ہر کونے کونے میں پہنچ کر وہاں اپنی گہری چھاپ چھوڑی ہے۔ اسلام نے اس سرزمین پر قدم جماتے ہی ہر خاص

سبق اردو
فروری
۲۰۲۴

SABAQ E URDU (URDU MONTHLY)

Infront of Police Chowki,G.T.Road,Gopiganj-221303,Dist.Bhadohi,UP,INDIA

INTERNATIONAL PEER REVIEWED (REFEREED) JOURNAL

ISSN 2321-1601

RNI UPURD/2016/67444

PROFESSOR KHWAJA MD. EKRAMUDDIN

(patron)

EDITORIAL BOARD (INDIA)

1.DR.SHAMS IQBAL,DIRECTOR.NCPUL,NEW DELHI
2.PROFESSOR SHABNAM HAMEED,UNIVERSITY OF ALLAHABAD,PRAYAGRAJ
3.PROFESSOR SHAHZAD ANJUM,JAMIA MILLIA ISLAMIA,NEW DELHI
4.PROFESSOR KAUSAR MAZHARI,JAMIA MILLIA ISLAMIA,NEW DELHI
5.PROFESSOR NAJMA RAHMANI,DELHI UNIVERSITY,DELHI
6.PROFESSOL(Ex)SALEHA RASHEED,UNIVERSITY OF ALLAHABAD,PRAYAGRAJ
7.PROFESSOR ZEBA MAHMOOD,HOD,DEPT.OF URDU,G.S.P.G.COLLEGE,SULTANPUR(UP)
8.PROFESSOR SHAHAB ZAFAR AZMI,PATNA UNIVERSITY,PATNA
9.MR.CHANDER BHAN KHAYAL,CONVENOR,SAHITYA AKADEMI,NEW DELHI
10.DR WASI AHMAD AZAM ANSARI,KHWAJA MOINUDDIN CHISHTI LANGUAGE UNIVEERSITY
11.DR.NEELOFAR HAFEEZ,UNIVERSITY OF ALLAHABAD,PRAYAGRAJ
12.DR.NILOFER FIRDAUS

CHIEF EDITOR : DANISH ALLAHABADI
EDITOR: MOHD SALEEM

EDITORIAL BOARD (FOREIGN)

1.DR.TAQI ABIDI,CANADA
2.PROFESSOR NASIR ABBAS NAYAR,PAKISTAN
3.PROFESSOR MOHD KAMRAN ,PAKISTAN
4.DR MUHAYYO ABDURAHMONOVA,TASHKENT STATE UNIVERSITY OF ORIENTAL STUDIES, TASHKENT,RUSSIA
5.DR SHAGUFTA FIRDAUS,G.C.WOMEN UNIVERSITY ,SIYALKOT,PAK.
6.DR SADAF NAQVI, HOD,DEPT.OF URDU,GOVT.COLLEGE WOMEN UNIVERSITY,FAISLABAD,PAKISTAN
7.DR.ALI BYAT,DEPT.OF URDU UNIVERSITY OF TEHRAN,bayatali@ut.ac.ir
PARVEEN SHER,NEW YORK
8.GHULAM RABBANI,BANGLADESH
9.VOLTAR HAKLA,WASHINGTON
10.MIYAN MOT ,TOKYO